٦

رستم وسہراب

آغا حشرؔ کاشمیری

پیش درس

یہ ڈراما، فارسی کے مشہور شاعر فردوسی کے رزمیے 'شاہنامہ' سے اخذ کیا گیا ہے۔ 'شاہنامہ'، اسلام سے قبل کی ایرانی تہذیب اور ایران کے سیاسی عروج وزوال کی منظوم داستان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فردوسی نے اسے محمود غزنوی کی فرمائش پر لکھا تھا۔ اس رزمیے میں شاعر نے ایران کی تاریخ اور اساطیر کو خلط ملط کر دیا۔ رستم وسہراب اس رزمیے کے دو اہم کردار ہیں۔ رستم ایران کا مشہور پہلوان کیانی بادشاہ کیکاؤس (کیخسرو) کی فوج کا جرنیل تھا۔ کیکاؤس جب دیو سپید کے ہاتھوں مازندران میں گرفتار ہوا اور قید میں ڈال دیا گیا تو رستم ہفت خواں طے کر کے اپنے بادشاہ کو چھڑا لایا۔ رستم کے شجاعانہ کارناموں کی وجہ سے کیانی سلطنت کی توسیع ہوئی تھی۔ رستم کا بیٹا سہراب باپ کی طرح طاقتور اور فن حرب کا ماہر تھا۔ اس نے افراسیاب کی طرف سے ایران پر فوج کشی کی تو اس وقت رستم کیانی فوج کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے تھا۔ اتفاق سے دونوں باپ بیٹے مقابل آگئے اور بے خبری میں سہراب رستم کے ہاتھوں مارا گیا۔ باپ کے ہاتھوں بیٹے کے قتل کا واقعہ دنیا کا بہت بڑا المیہ ہے۔ دنیا کی کئی زبانوں میں اس منظوم داستان کے تراجم ہوئے ہیں۔ آغا حشرؔ کاشمیری نے اس رزمیے کو اُردو میں ڈھالا۔

اُردو میں لکھے گئے آغا حشرؔ کاشمیری کے اس ڈرامے کو برسوں اسٹیج پر کھیلا جاتا رہا ہے۔ آغا حشرؔ نے نثری متن کے ساتھ جگہ جگہ اشعار بھی استعمال کیے ہیں جن کی وجہ سے ڈرامے کی اثر آفرینی میں اضافہ ہوا ہے۔ زیرِنظر اقتباس میں مکالموں اور خود کلامی کے ذریعے رستم وسہراب کے جذبات واحساسات کو خوب صورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

جان پہچان

آغا حشرؔ کاشمیری کا نام آغا محمد شاہ تھا۔ وہ ۳/اپریل ۱۸۷۹ء کو بنارس میں پیدا ہوئے۔ نوجوانی میں وہ ممبئی چلے گئے۔ وہاں کاؤس جی کی ڈراما کمپنی میں انھوں نے ڈراما نویس کی حیثیت سے نوکری کر لی۔ اس سے قبل وہ اپنا پہلا ڈراما 'آفتابِ محبت' لکھ چکے تھے جو ۱۸۹۷ء میں بنارس سے شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد حشرؔ نے بنارس میں 'دی گریٹ شیکسپیئرین تھیئٹر کمپنی' کے نام سے اپنی کمپنی شروع کی اور اس کے لیے 'سیتا بن باس، رستم وسہراب، دھرمی بالک، بھارتیہ بالک' اور 'دل کی پیاس' جیسے ڈرامے لکھے۔ ان میں 'رستم و سہراب' نے خوب شہرت حاصل کی۔

کاؤس جی کی کمپنی میں آغا حشرؔ نے 'مارِ آستین، مریدِ شک، اسیرِ حرص' اور 'شہیدِ ناز' جیسے ڈرامے لکھے۔ پھر ان کا تعلق اَردشیر بھائی کی کمپنی سے ہو گیا جس کے لیے 'سفید خون' اور 'صیدِ ہوس' لکھے گئے۔ کئی تھیئٹر کمپنیوں سے منسلک رہنے کے علاوہ انھوں نے اپنی کمپنیاں بھی بنائیں۔ ان کے لیے آغا حشرؔ نے بہت سے ڈرامے لکھے۔ یہ تمام ڈرامے بڑے اہتمام سے اسٹیج کیے گئے۔ ان کی وجہ سے آغا حشرؔ کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ عوام میں وہ انڈین شیکسپیئر کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آغا حشرؔ نے انگریزی کے بعض ڈراموں کے تراجم بھی کیے تھے۔ یہ ترجمے اتنے آزاد تھے کہ ان میں اصل انگریزی ڈراموں کا خیال ہی بدل گیا تھا۔

آغا حشرؔ کے عہد کی یہ خصوصیت بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس زمانے کے ڈراموں نے تفریح مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ عوام کو بیدار کرنے میں بھی زبردست رول ادا کیا۔ اس معاملے میں آغا حشرؔ سب سے آگے رہے۔ ان کا ڈراما 'یہودی کی لڑکی' حکومت کے جبر کے خلاف احتجاج کی ایک خوبصورت مثال ہے۔ آغا حشرؔ کا انتقال ۲۸/اپریل ۱۹۳۵ء کو لاہور میں ہوا۔

کردار

رستم	:	ایران کے بادشاہ کیکاؤس کی فوج کا ایک بڑا طاقتور بہادر سپہ سالار
سہراب	:	توران کی فوج کا بہادر سپاہی، رستم کا بیٹا
ہجیر	:	سہراب کا قیدی
ہومان اور بارمان	:	سہراب کے ساتھی سپاہی
طوس اور گودَرز	:	رستم کے ساتھی سپاہی

(پردہ اٹھتا ہے)

(چھاؤنی کا منظر : رات کا وقت۔ دور ایرانی اور تورانی لشکروں کے خیمے دکھائی دے رہے ہیں۔
ہومان، بارمان اور ہجیر کے ساتھ سہراب کا داخلہ)

سہراب : کیا واقعی رستم اس لشکر میں نہیں ہے؟

ہجیر : میں نے ایرانی لشکر کا ایک ایک کونا، ایک ایک خیمہ، ایک ایک سردار کا چہرہ آپ کو دکھا دیا اور ان سرداروں کے نام، رتبے اور عہدے سے بھی واقف کرا دیا۔ تعجب ہے کہ پھر بھی آپ میری سچائی پر شک کر رہے ہیں۔

سہراب : بے شک میں نے بھیس بدل کر رات کی تاریکی میں تمھارے ساتھ ایرانی فوج کا پوری طرح جائزہ لیا لیکن میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ وہ ضرور یہیں کہیں موجود ہے۔ ہجیر! کیا یہ ممکن نہیں کہ رستم کو پہچاننے میں تمھاری آنکھوں نے غلطی کی ہو؟

ہجیر : میں رستم کو ایک بار نہیں، سینکڑوں بار دیکھ چکا ہوں۔۔۔ میری نظر ابھی اتنی کمزور نہیں ہے کہ دیکھی ہوئی صورت کو بھی نہ پہچان سکوں۔

سہراب : تو پھر تسلیم کر لوں کہ وہ زابل سے ایران کی مدد کے لیے نہیں آیا؟

ہومان : مجھے جاسوس سے اطلاع ملی ہے کہ رستم اس جنگ میں کیکاؤس کی مدد کے لیے آیا تھا لیکن کیکاؤس نے سرِ دربار اس کی بے عزّتی کی اور وہ بے انتہا ناراضی اور غصے کے ساتھ اپنے ملک واپس چلا گیا۔

سہراب : (اپنے آپ سے) ایک طرف اِن کی آواز اور ایک طرف دل کی آواز۔ کس آواز کو سچائی کی آواز سمجھوں؟

ہجیر : (اپنے آپ سے) اگر سہراب نے رستم کی جان کو نقصان پہنچایا تو میرے ایران کی حفاظت کون کرے گا؟۔۔۔ نہیں۔ سچائی کو اندھیرے سے روشنی میں نہ آنے دوں گا۔

سہراب : دیکھ ہجیر! جس طرح رات کے وقت شکار کی تاک میں بیٹھے ہوئے بھیڑیے کی آنکھیں اندھیرے میں چمکتی ہیں، اسی طرح مجھے تیری نگاہوں میں بھی ایک عجیب خوفناک چمک دکھائی دیتی ہے۔ ''رستم نہیں ہے'' یہ کہتے وقت ہوا سے ہلتے ہوئے تنکے کی طرح تیرے ہونٹ کانپ اٹھتے ہیں اور پیلے پتّے کی طرح تیرا چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔ (گریبان پکڑ کر) خبردار! مجھے دھوکا نہ دینا۔ ورنہ قسم ہے تلوار کی کہ تیرے خون کو موری میں بہتے ہوئے پانی سے بھی زیادہ حقیر سمجھوں گا۔

آگے بڑھ - - - اب دنیا میں تیرے لیے دو ہی چیزیں رہ گئی ہیں؛ سچا ثابت ہو گیا تو رہائی۔ - - اور جھوٹا ثابت ہوا تو موت۔

(ہجیر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لے جاتا ہے)

بارمان : شاباش ہے ہجیر کو۔ اُس کے ایک جھوٹ نے باپ بیٹے کے بیچ میں سینکڑوں پردے حائل کر دیے۔

ہومان : لیکن مجھے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کیکاؤس کے دربار سے خفا ہو کر چلے جانے کے بعد رستم دوبارہ کیکاؤس کی اعانت کے لیے کس طرح رضامند ہو گیا؟

بارمان : کیکاؤس نہایت غصہ ور اور جلد باز ہے۔ جوش کم ہونے کے بعد اسے اپنی غلطی معلوم ہوئی۔ آخر اس کے اظہارِ ندامت اور طوس و گودرز کے سمجھانے سے رستم اپنا ارادہ بدل دینے کے لیے مجبور ہو گیا۔

ہومان : اپنے بادشاہ افراسیاب کی آرزو پوری کرنے کے لیے کوشش کرو کہ اس جنگ کے آخر تک باپ بیٹے ایک دوسرے کو نہ پہچان سکیں۔ توران کی سلامتی کے لیے رستم اور سہراب دونوں کو۔ - - اور دونوں نہیں تو ایک کو مرنا ہی چاہیے۔ ورنہ یہ مل کر ساری دنیا کو ایران اور کیکاؤس کا غلام بنا دیں گے۔

(دونوں چلے جاتے ہیں)

(پردہ گرتا ہے)

(پردہ اُٹھتا ہے)

(میدانِ جنگ کا منظر: لڑائی کے باجوں اور ''مارو مارو'' کا شور سنائی دیتا ہے۔ ایران کے کچھ سپاہی ''پناہ پناہ'' کہتے ہوئے بھاگتے نظر آتے ہیں۔ گودرز اور طوس کے ساتھ رستم داخل ہوتا ہے)

رستم : شاباش سہراب، شاباش! آفریں ہے تیری بہادری کو۔ (طوس اور گودرز سے) میدانِ جنگ میرا وطن اور تلواروں کی چھاؤں میری آرام گاہ ہے۔ میری ساری زندگی خنجروں کی چمک اور خون کی بارش میں بسر ہوئی ہے لیکن میں نے آج تک معرکۂ کارزار میں اتنی بے جگری اور اتنی بے پروائی کے ساتھ کسی انسان کو موت سے کھیلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس کی حیرت ناک دلیری اور طریقِ جنگ کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ایک دوسرا رستم پیدا ہو گیا ہے۔

گودرز : لیکن جس طرح آگ پر پارہ اڑ جاتا ہے، اسی طرح مقابلے کے وقت آپ کا نام سنتے ہی اس کی طاقت بھی اس کے بازوؤں سے علیٰحدہ ہو جائے گی۔

رستم : میں نے صرف ایران کی محبت و فرض سے مجبور ہو کر انصاف، دیانت اور اپنے اصول و شان کے خلاف ایک سولہ برس کے ناتجربہ کار لڑکے کے مقابلے میں میان سے تلوار کھینچی ہے لیکن میں اس کے سامنے اپنا رتبہ اور نام ظاہر نہیں کروں گا کیونکہ ایک کم سن بچے سے لڑنا رستم کی آبرو نہیں، رستم کے نام کی بے عزتی ہے۔

(اندر پھر شور ہوتا ہے)

طوس : وہ دیکھیے، وہ دیکھیے! پھر ہمارا لشکر سیلاب کی طرح آگے بڑھنے کے بدلے کنارے سے ٹکرا کر واپس لوٹتی ہوئی لہر کی

طرح سمٹ کر پیچھے ہٹ رہا ہے۔

رستم : زندگی سے اتنی محبت! موت کا اتنا خوف! کیا یہ میدان جنگ میں تلوار وشجاعت کو ذلیل کرنے آئے تھے! - - - جاؤ--- ان سے کہو کہ مایوس نہ ہوں۔ رستم زندہ ہے اور ایران کا اقبال بھی زندہ رہے گا۔ (گودرز اور طوس جاتے ہیں۔ اندر دوبارہ شور ہوتا ہے) اِن بزدلوں کی روح میں غیرت کی روشنی بجھ گئی ہے اس لیے انھیں فرض کا راستہ دکھائی نہیں دیتا--- یہ کون ہے؟ سہراب؟ ہاں وہی ہے۔ کتنا بہادر! کتنا خوبصورت! دیکھنے سے آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ میرا فرزند ہوتا تو آسمان کی طرح آج زمین پر بھی دو آفتاب و ماہتاب دکھائی دیتے - - - آہ! وہ موت کی تلاش میں اسی طرف آ رہا ہے۔ واپس جا سہراب۔ اگر تیرے ماں باپ زندہ ہیں تو ان کے بڑھاپے اور ارمانوں پر رحم کر اور واپس جا۔ نادان! تو ایران میں رستم سے نہیں، اپنی قسمت سے جنگ کرنے آیا ہے۔

(سہراب کا داخلہ)

سہراب : (دشمن کے سپاہیوں کو بھاگتے دیکھ کر) چہرہ آگ اور دل برف - - - خوف کی آندھی میں ریت کے ذرّوں کی طرح اُڑتے پھر رہے ہیں۔ شاید اِن بزدلوں کے عقیدے میں بھاگنے ہی کا نام بہادری ہے۔ کیکاؤس! تیری قسمت کے روشن دن کی شام آ گئی۔ کل میرے قدم تیرے تخت پر اور تیرا تاج میرے قدموں میں ہوگا۔

(آگے بڑھتا ہے۔ رستم روکتا ہے)

رستم : ٹھہر!...اس جنگ میں خود فتح تیرے خنجر کی دھار اور نصیب تیرے بازوؤں کا زور بن جائے تو بھی تو کیکاؤس تک زندہ نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اس کا تاج، تیری اُمید سے اور اُس کا تخت تیری ہمت سے بہت زیادہ بلند ہے۔

سہراب : یہ چہرہ، یہ جلال! اے ایرانی بزرگ، تو کون ہے؟

رستم : ایران کا نمک خوار۔ شہنشاہ کیکاؤس کا جاں نثار۔

سہراب : (اپنے آپ سے) میری ماں نے اپنے لفظوں سے میرے دل پر جو رستم کی تصویر کھینچ دی ہے، اس ذہنی تصویر سے یہ پُرعظمت چہرہ کس قدر مشابہ ہے!

رستم : میں دنیا کی کوئی عجیب چیز نہیں ہوں۔ تو میرے چہرے کی طرف غور سے کیا دیکھ رہا ہے؟

سہراب : (اپنے آپ سے)

وہی شوکت عیاں ہے، اس کے تیور اور قرینے سے
اُڑے جاتے ہیں نقشِ دشمنی دل کے نگینے سے
نہ جانے کون کہتا ہے کہ بڑھ، قدموں پہ سر رکھ دے
یہی ہے باپ تیرا، جا، لپٹ جا اس کے سینے سے

رستم : وہی خاموشی - - - وہی حیرت - - - کیا تو کوئی خواب دیکھ رہا ہے؟

آنکھیں کیوں پتھرا گئیں، بڑھتے قدم کیوں جم گئے
کیا ہوا جو یک بہ یک آندھی کے جھونکے تھم گئے
ناز مت کر ، ہاتھ بے قیمت لہو میں رنگ کر
عورتوں سے لڑ چکا ، آ ، مرد سے اب جنگ کر

سہراب : جنگ دشمن سے ہوتی ہے۔عزیزوں اور بزرگوں کے ساتھ نہیں ہوتی۔ یہ جنگ خوں ریزی سے شروع ہوکر اشک باری پر ختم نہ ہواس لیے حملے سے پیشتر، اے محترم انسان! میں تیرے نام اور رتبے سے واقف ہونا چاہتا ہوں۔

جس کو دیکھا تھا کبھی آئینۂ تقدیر میں
دیکھتا ہوں میں وہی جلوہ تری تصویر میں

رستم : تو عجب طرح کی گفتگو کر رہا ہے۔کیا موت کے خوف سے دیوانہ ہو گیا ہے؟

پوچھنا نام و نشاں ، اس جنگ کے انجام سے
لڑنے آیا ہے یہاں مجھ سے کہ میرے نام سے

سہراب : میں نام اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ یہ چہرہ دیکھ کر میرے دل میں دشمنی کی جگہ تیری عزّت پیدا ہوگئی ہے۔

جس کی تلوار سے توران کے لب پر دَم ہے
کیوں چھپاتا ہے ، یقیناً تو وہی رستم ہے

رستم : رستم شیروں سے، اژدہوں سے، بہادری کے طوفان سے لڑتا ہے۔اپنی عمر، رتبے اور شہرت کی توہین کرنے کے لیے جنگ کے میدان کو ماں کی گود سمجھنے والے ناسمجھ لڑکوں کا مقابلہ نہیں کرتا۔

کانپ اٹھتا دیکھتے ہی موت کی تصویر کو
جنگ میں رستم نہ آیا ، دے دعا تقدیر کو

سہراب : بہادر بوڑھے! میرا دل نہیں چاہتا کہ تجھ پر حملہ کروں- - - میں منت کرتا ہوں کہ مجھے غفلت کے اندھیرے میں نہ رکھ --- اگر واقعی تو رستم ہے تو میں تلوار پھینک کر، ہاتھ جوڑ کر، دو زانو بیٹھ کر تیرے قدموں کو بوسہ دوں گا اور عزّت وادب کے ساتھ سر جھکا کر تیری بزرگی کو سلام کروں گا۔

رستم : دنیا پر یہ ثابت کرنے کے لیے کہ سہراب نے رستم جیسے یکتائے زمانہ دلیر سے جنگ کی تھی،تو' دھوکا دے کر مجھ سے رستم ہونے کا اقرار کرانا چاہتا ہے۔

کیوں نہیں کہتا کہ مجھ میں جنگ کا اب دم نہیں
ہوش میں آ، کان کھول اور سن کہ میں رستم نہیں

سہراب : اگر تو رستم نہیں ہے تو آنکھیں بند ہونے سے پہلے، دنیا کو آخری مرتبہ حسرت کی نظروں سے دیکھ لے۔

(دونوں پہلے گرز سے، پھر تلواروں سے اور تلواریں ٹوٹ جانے کے بعد ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈال کر آپس میں جنگ کرتے

ہیں۔ آخر میں سہراب رستم کو زمین پر گرا دیتا ہے اور چھاتی پر چڑھ کر قتل کے ارادے سے خنجر نکالتا ہے۔ رستم سہراب کی کلائی پکڑ لیتا ہے)

رستم : ٹھہر! - - - ایران کے بہادروں کا دستور ہے کہ دشمن کو دو مرتبہ شکست دینے کے بعد قتل کرتے ہیں۔ اگر تجھے اپنے بازوؤں کی طاقت پر بھروسا اور تیرے دل میں بہادروں کے دستور کی عزت ہے تو مجھے کل نصیب آزمائی کا ایک اور موقع دے۔ کل کا فیصلہ قسمت کا آخری فیصلہ ہوگا۔

سہراب : کیا اتنی مختصر مدت میں فتح وشکست کا اصول، ہرن اور شیر کی فطرت کا قانون بدل جائے گا؟ اگر تجھے یقین ہے کہ رات بھر کی خوشامد سے صبح کو قسمت تیری مدد کے لیے آمادہ ہو جائے گی تو اچھا۔ حفاظتِ زندگی کی اس آخری کوشش کے لیے تجھے کل تک کی مہلت دیتا ہوں۔ (سینے سے اٹھ کر) مرد کا زیور بہادری اور بہادری کا زیور رحم ہے۔

(خنجر پھینک دیتا ہے)

(پردہ گرتا ہے)

(پردہ اُٹھتا ہے)

(میدانِ جنگ کا منظر : رستم اداس چہرے اور غمگین دل کے ساتھ مایوس نگاہوں سے آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے)

رستم : پروردگار! میں نے کبھی تیرے قہر وغضب کو حقیر نہیں سمجھا۔ کبھی تیری طاقت کے سامنے اپنی فانی طاقت کا غرور نہیں کیا۔ پھر اس ذلت کی شکل میں تو نے مجھے میرے کس گناہ کی سزا دی؟ - - - اے دردمندوں کی دوا، اے کمزوروں کی قوت، اے ناامیدوں کی امید۔ میں نے کل ساری رات تیرے حضور میں سجدہ ہائے نیاز کے ساتھ آنسو بہا کر مدد کے لیے التجا کی ہے۔ اپنے عاجز بندے کی التجا قبول کر۔ اس بڑھاپے میں دنیا کے سامنے میری شرم رکھ اور ایک بار میری جوانی کا زور وجوش مجھے دوبارہ واپس دے دے۔

عطا کر دے وہی طاقت جو اک دن تھی مرے بس میں
جوانی کا لہو پھر جوش مارے میری نس نس میں
تری قدرت پلٹ سکتی ہے سارے کارخانے کو
پھر اک دن کے لیے تو بھیج دے پچھلے زمانے کو

(سہراب کا داخلہ)

سہراب : صبح ہوگئی۔ ممکن ہے کہ آج کی صبح اس کی زندگی کی شام ثابت ہو - - -
نہ جانے کیا سبب ہے کہ اس کی موت کا خیال آتے ہی میری روح کانپ اٹھتی ہے۔ (رستم کو دیکھ کر) تو آ گیا، کیا جنگ کے نقارے کی پہلی ہی چوٹ سے تیری نیند ٹوٹ گئی؟

رستم : بہادر اپنا وعدہ نہیں بھولتا۔ میں آدھی رات سے صبح ہونے کا انتظار کر رہا ہوں۔

سہراب : آج لڑائی کا دوسرا دن ہے۔ جانتا ہے، اس جنگ کا نتیجہ کیا ہوگا؟

رستم : ہم دونوں میں سے ایک کی موت۔

سہراب : شیر دل بوڑھے! میرا دل تیری موت دیکھنے کے لیے راضی نہیں ہوتا۔ ایک غیبی آواز بار بار مجھے اس جنگ سے روک رہی ہے۔ اگر ایران کی گود بہادر فرزندوں سے خالی نہیں ہے تو جا، واپس جا اور اپنے عوض میں کسی اور ایرانی دلیر کو بھیج۔ میں تجھے زندگی اور سلامتی کے ساتھ لوٹ جانے کی اجازت دیتا ہوں۔

رستم : کل کی اتفاقی فتح پر غرور نہ کر، ہر نیا دن انسان کے لیے نیا انقلاب لے کر آتا ہے۔ تقدیر کا پہیا ہمیشہ ایک ہی سمت میں نہیں گھومتا۔

گھڑی بھر میں بدلنا ہوگا تجھ کو پیرہن اپنا
منگا کر پاس رکھ لے جنگ سے پہلے کفن اپنا

(جنگ شروع ہوتی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد سہراب ہاتھ روک لیتا ہے)

سہراب : ٹھہر! آج میں تجھ میں نیا جوش اور نئی قوت دیکھ رہا ہوں۔ جواں ہمت بوڑھے! مجھے پھر شک ہوتا ہے کہ تو رستم ہے۔ میں تیری عزت کا واسطہ اور تیری بہادری کی دہائی دے کر ایک بار پھر تیرا نام پوچھتا ہوں، زور سے نہیں، منّت سے۔ غرور سے نہیں، عاجزی سے۔

رستم : تو میرا نام ہی جاننا چاہتا ہے۔ تو سن۔ میرا نام ہے - - -

سہراب : (خوشی کی گھبراہٹ سے) رستم!

رستم : نہیں، سہراب کی موت۔

سہراب : افسوس! تو نے میرے رحم کی قدر نہ کی۔

(دونوں لڑنے لگتے ہیں۔ رستم سہراب کو گرا کر سینے پر چڑھ بیٹھتا ہے)

رستم : کیا ہوا زورِ جوانی ، اُٹھ ، اجل ہے گھات میں
دیکھ لے اب کس قدر قوت ہے بوڑھے ہات میں

(سہراب کے سینے میں خنجر بھونک دیتا ہے)

سہراب : آہ! اے آنکھو، تمھارے نصیب میں باپ کا دیدار نہ تھا - - - کہاں ہو، پیارے باپ کہاں ہو؟ آؤ، آؤ کہ مرنے سے پہلے تمھارا سہراب تمھیں ایک بار دیکھ لے۔

رستم : کیا اپنی جوانی کی موت پر ماتم کرنے کے لیے اپنے باپ کو یاد کر رہا ہے؟ اب تیرے باپ کی محبت، اس کی دعا، اس کے آنسو، اس کی فریاد، کوئی تجھے دنیا میں زندہ نہیں رکھ سکتی۔

مرہم کہاں جو رکھ دے دلِ پاش پاش پر
آیا بھی وہ تو روئے گا بیٹے کی لاش پر

سہراب : بھاگ جا، بھاگ جا! اس دنیا سے کسی دوسری دنیا میں بھاگ جا۔ تو نے سام ونریمان کے خاندان کا چراغ بجھا دیا ہے...... تاریک جنگلوں میں، پہاڑوں کے غاروں میں، سمندر کی تہ میں، تو کہیں بھی جا کر چھپے لیکن میرے باپ رستم

کے انتقام سے نہ بچ سکے گا۔

رستم : (چونک کر کھڑا ہو جاتا ہے) کیا کہا؟ تو رستم کا بیٹا ہے؟

سہراب : ہاں۔

رستم : تیری ماں کا نام؟

سہراب : تہمینہ۔

رستم : تیرے اس دعوے کا ثبوت؟

سہراب : اس بازو پر بندھی ہوئی میرے باپ رستم کی نشانی۔

رستم : جھوٹ، غلط، تو دھوکا دے رہا ہے۔ مجھے پاگل بنا کر اپنے قتل کا انتقام لینا چاہتا ہے۔ (گھبراہٹ کے ساتھ سہراب کے بازو کا کپڑا اپھاڑ کر اپنا دیا ہوا مہرہ دیکھتا ہے) وہی مہرہ، وہی نشانی (سر پیٹ کر) کیا کِیا! کیا کِیا! اندھے، پاگل، جلاد، یہ کیا کیا!...... شیر جیسا خوں خوار، بھیڑیے جیسا ظالم، ریچھ جیسا موذی حیوان بھی اپنی اولاد کی جان نہیں لیتا لیکن تو انسان ہو کر حیوان سے زیادہ خونی اور جہنم سے زیادہ بے رحم بن گیا۔

توڑ ڈالا اپنے ہی ہاتھوں سے ، او ظالم اُسے
تیرا نقشہ ، تیرا ہی چہرہ جس آئینے میں تھا

سہراب : فتح مند بوڑھے، تو رستم نہیں ہے۔ پھر میری موت پر خوش ہونے کے بدلے اس طرح کیوں رنج کر رہا ہے؟

رستم : (رو کر) اس دنیا میں رنج اور آنسو، رونے اور چھاتی پیٹنے کے سوا اب اور کیا باقی رہ گیا؟ میں نے تیری زندگی تباہ کر کے اپنی زندگی کا ہر عیش اور اپنی دنیا کی ہر خوشی تباہ کر دی۔ مجھ سے نفرت کر، مجھ پر ہزاروں زبانوں سے لعنت بھیج۔

فغاں ہوں، حسرت و ماتم ہوں، سر سے پاؤں تک غم ہوں
میں ہی بیٹے کا قاتل ہوں، میں ہی بدبخت رستم ہوں

(سہراب کے پاس ہی زمین پر گرتا ہے۔ سہراب اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر چھاتی سے لپٹ جاتا ہے)

سہراب : پدر! پیارے پدر!

رستم : ہائے میرے لعل! تو نے الفت سے، نرمی سے، منت سے، کتنی مرتبہ میرا نام پوچھا...... اس محبت و عاجزی کے ساتھ پوچھنے پر لوہے کے ٹکڑے میں بھی زبان پیدا ہو جاتی، پتھر بھی جواب دینے کے لیے مجبور ہو جاتا لیکن اس دو روزہ دنیا کی جھوٹی شہرت اور اس فانی زندگی کے آنی غرور نے میرے ہونٹوں کو ہلنے کی اجازت نہ دی۔ میرے بچے! میری تہمینہ کی نشانی!

کس جگہ بے رحم اجل سے، میں نہاں رکھوں تجھے
آنکھ میں، دل میں، کلیجے میں، کہاں رکھوں تجھے

بس نہیں انسان کا چلتا ، فنا و فوت سے
کیا کروں، کس طرح تجھ کو چھین لوں میں موت سے

سہراب : ہو مان، بار مان، ہجیر سب نے مجھے دھوکا دیا۔اے پدر! اب نہ روؤ۔ میری موت کو خدا کی مرضی سمجھ کر صبر کرو۔

مل گئی مجھ کو جو قسمت میں سزا لکھی تھی
باپ کے ہاتھ سے بیٹے کی قضا لکھی تھی

رستم : جب تیری ناشاد ماں، بال نوچتی، آنسو بہاتی، چھاتی پیٹتی، ماتم اور فریاد کی تصویر بنی ہوئی سامنے آ کر کھڑی ہوگی اور پوچھے گی کہ میرا لاڈلا سہراب، میرا بہادر بچہ، میرا شیر کہاں ہے؟ تو اپنا ذلیل منہ دونوں ہاتھوں سے چھپا لینے کے سوا اسے کیا جواب دوں گا؟ کن لفظوں سے اس کے ٹوٹے ہوئے دل اور زخمی کلیجے کو تسلی دوں گا؟

نگاہیں کس طرح اٹھیں گی مجھ قسمت کے ہیٹے کی
دکھاؤں گا میں کن ہاتھوں سے ماں کو لاش بیٹے کی

سہراب : پیارے پدر! میری بدنصیب ماں سے کہنا کہ انسان سب سے لڑ سکتا ہے، قسمت سے نہیں لڑ سکتا۔ ۔ ۔ آہ!

(رستم کی گود سے زمین پر گر کر آنکھیں بند کر لیتا ہے)

رستم : یہ کیا! ۔ ۔ ۔ یہ کیا! ۔ ۔ ۔ میرے بچے، آنکھیں کیوں بند کر لیں؟ کیا خفا ہو گئے؟ کیا ظالم باپ کی صورت دیکھنا نہیں چاہتے ۔ ۔ ۔ یہ موت کا گہوارہ، یہ خون میں ڈوبی ہوئی زمین، پھولوں کا بستر، ماں کی گود، باپ کی چھاتی نہیں ہے۔ پھر تمھیں کس طرح نیند آ گئی؟

میرے بچے یوں نہ جا، مجھ کو تڑپتا چھوڑ کر
میرے دل، میرے جگر، میری کمر کو توڑ کر
ہائے کیا کیا آرزو تھی، زندگانی میں تجھے
موت آئی پھولتی پھلتی جوانی میں تجھے

سہراب : ماں ۔ ۔ ۔ خدا ۔ ۔ ۔ تمھیں ۔ ۔ ۔ تسلی دے۔

رستم : اور ۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔ بیٹا بولو، بولو ۔ ۔ ۔ چپ کیوں ہو گئے؟ آہ، آہ! اس کا خون سرد ہو رہا ہے۔ اس کی سانسیں ختم ہو رہی ہیں ۔ ۔ ۔ اے خدا! اے کریم و رحیم خدا! اولاد باپ کی زندگی کا سرمایہ اور ماں کی دولت ہے۔ یہ دولت محتاجوں سے نہ چھین۔ اپنی دنیا کا قانون بدل ڈال۔ اس کی موت مجھے اور میری باقی زندگی اسے بخش دے۔ موت! تو زال و رودابہ کے گھر کا اُجالا، میرے بڑھاپے کی امید، میری تہمینہ کا بولتا کھیلتا ہوا کھلونا کہاں لیے جا رہی ہے؟ ۔ ۔ ۔ دیکھ، میری طرف دیکھ۔ میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کو تاج و تخت کی بھیک دی ہے، آج ایک فقیر کی طرح تجھ سے اپنے بیٹے کی زندگی کی بھیک مانگتا ہوں۔

پھینک دے جھولی میں تو میرے گُلِ شاداب کو
ہاتھ پھیلائے ہوں مَیں، دے دے مرے سہراب کو

سہراب : (آنکھیں بند کیے ہوئے) دنیا --- رخصت --- خدا ---!

(مر جاتا ہے)

رستم : آہ! جوانی کا چراغ آخری ہچکی لے کر بجھ گیا --- بے رحم موت نے میری امید کی روشنی لوٹ لی --- اب لاکھوں چاند، ہزاروں سورج مل کر بھی میرے غم کا اندھیرا دور نہیں کر سکتے۔ آسمان ماتم کر، زمین چھاتی پیٹ۔ درختو! پہاڑو! ستارو! ٹکرا کر چور چور ہو جاؤ --- آج ہی زندگی کی قیامت ہے۔ آج ہی دنیا کا آخری دن ہے۔ زندگی! دنیا! کہاں ہے زندگی؟ --- کہاں ہے دنیا؟ --- زندگی سہراب کے خون میں اور دنیا رستم کے آنسوؤں میں ڈوب گئی۔
(دیوانوں کی طرح پکارتا ہے) سہراب! سہراب! سہراب!

(غش کھا کر گر پڑتا ہے۔ فرشتے آسمان سے سہراب کی لاش پر پھول برساتے ہیں)

(پردہ گرتا ہے)

معانی و اشارات

پردے حائل ہونا	-	کسی چیز کا آڑ میں چھپ جانا
معرکۂ کارزار	-	جنگ کا میدان
پارہ اُڑنا	-	پارے کا آگ میں جل کر ختم ہو جانا مراد کسی کے مقابلے میں بے حیثیت ہونا
نقش اُڑنا	-	نشان/اثر/نقش کی ہوئی چیزوں کا ہلکا ہونا، معدوم ہونا
یکتائے زمانہ	-	بے مثل، لاجواب
سجدہ ہائے نیاز	-	عجز و انکسار کا اظہار
روح کانپنا	-	بہت ڈر جانا
قسمت کا ہیٹا	-	بدقسمت
خون سرد ہونا	-	مراد موت واقع ہونا
سام و نریمان	-	رستم کے اجداد
جوانی کا چراغ بجھنا	-	مراد زندگی ختم ہونا
زال و رودابہ	-	رستم کے باپ اور ماں

مشقی سرگرمیاں

٭ خاکے پر مبنی سرگرمیاں

۱۔ سبق سے موزوں لفظ تلاش کر کے شکلی خاکہ مکمل کیجیے۔

	خدا کو پکارنے کے الفاظ	

۲۔ سبق سے موزوں لفظ تلاش کر کے رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

رستم کے لیے سہراب کا تخاطب

۳۔ سبق سے موزوں لفظ تلاش کر کے شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

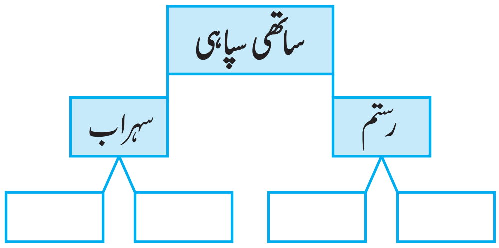

۴۔ سبق سے موزوں لفظ تلاش کر کے شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

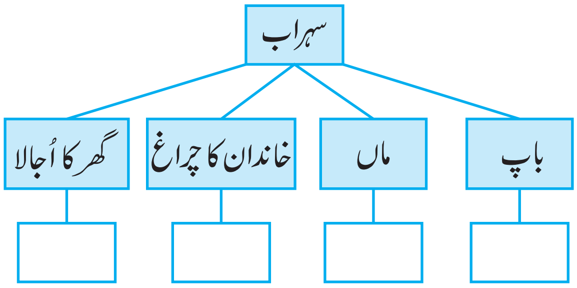

۵۔ سبق سے موزوں لفظ تلاش کر کے شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

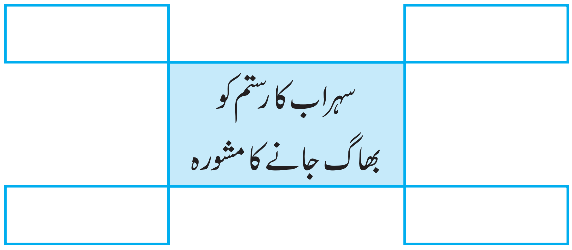

۶۔ سبق سے موزوں لفظ تلاش کر کے شجری خاکہ مکمل کیجیے۔

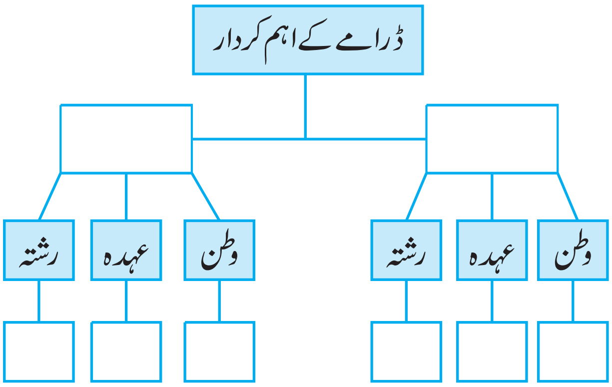

* ہدایات کے مطابق درج ذیل سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

۱۔ رستم کے لشکر میں نہ ہونے کی خبر سن کر سہراب کا ردِ عمل تحریر کیجیے۔
۲۔ سہراب کو دیکھ کر رستم کے اولین تاثرات قلم بند کیجیے۔
۳۔ کیکاؤس کی عادت بیان کیجیے۔
۴۔ افراسیاب کی آرزو پوری کرنے کے لیے ہومان کا مشورہ لکھیے۔

۵۔ توران کی سلامتی کے لیے لازمی امر تحریر کیجیے۔
۶۔ رستم نے اپنے ساتھیوں سے گفتگو کے دوران جس طرح سہراب کی پذیرائی کی، اُسے لکھیے۔
۷۔ سپاہیوں کو بھاگتے دیکھ کر سہراب نے کیکاؤس کا نام لے کر جن الفاظ میں للکارا، انھیں لکھیے۔
۸۔ ایران کے بہادروں کا دستور تحریر کیجیے۔
۹۔ سہراب کی آخری خواہش بیان کیجیے۔
۱۰۔ رستم کی خدا سے کی گئی فریاد لکھیے۔
۱۱۔ سہراب کی موت کا منظر تحریر کیجیے۔
۱۲۔ رستم کے اظہارِ تاسف کو بیان کیجیے۔

* اسباب بیان کیجیے۔

۱۔ کیکاؤس کی مدد کے لیے رستم کا رضامند ہونا۔
۲۔ رستم کے متعلق سہراب سے ہجیر کی غلط بیانی۔
۳۔ لڑنے سے قبل رستم کے بارے میں جاننے کی سہراب کی خواہش۔
۴۔ رستم کا اپنی پہچان چھپانا۔
۵۔ رستم کا اپنی جوانی کا زور دوبارہ واپس مانگنا۔

* درج ذیل جملوں کی استحسانی وضاحت کیجیے۔

۱۔ متن کی روشنی میں درج ذیل شعر کی تشریح کیجیے۔

وہی شوکت عیاں ہے، اس کے تیور اور قرینے سے
اُڑے جاتے ہیں نقشِ دشمنی دل کے نگینے سے

۲۔ مرد کا زیور بہادری اور بہادری کا زیور رحم ہے۔
۳۔ کل کی اتفاقی فتح پر غرور نہ کر۔ ہر نیا دن انسان کے لیے نیا انقلاب لے کر آتا ہے۔

* ذیل میں دیے ہوئے موضوعات پر ذاتی رائے تحریر کیجیے۔

۱۔ ڈرامے کا عروج۔
۲۔ سہراب کا رستم کو نصیب آزمائی کا موقع دینا۔
۳۔ بہادری کا زیور رحم ہے۔
۴۔ سہراب کی موت پر رستم کے نوحے کا بیان۔

*** ہدایات کے مطابق درج ذیل قواعدی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔**

۱۔ ڈرامے سے استعارات وتشبیہات تلاش کر کے لکھیے۔

۲۔ ڈرامے سے محاورات تلاش کر کے لکھیے۔

اضافی معلومات

توران : ایران کی طرح توران وسط ایشیا کی ایک بڑی مملکت تھی۔ تورانی لوگ ایرانی النسل تھے اور اس قبیلے کا تعلق اوستائی عہد سے تھا۔ فردوسؔی کے مشہور شاہنامے میں توران کا ذکر آیا ہے۔ علامہ اقبالؔ کے اِس شعر میں بھی توران کا ذکر ملتا ہے ؎

بتانِ رنگ وخوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

غرض یہ کہ توران اور ایران دونوں ہمیشہ ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہتے تھے۔ توران موجودہ دور کے ازبکستان، قزاقستان اور افغانستان و پاکستان کے شمالی حصوں پر مشتمل تھا۔ یہ پورا خطہ آج کل وسطی ایشیا میں شامل ہے۔ توران ذیل کے علاقوں پر مشتمل ہے : خوارزم، بخارا، بلخ، شہرسبز، حصار، دُرواز، کوہ کند، قراتغن، قندوز، کافرستان، چترال، گلگت، اسکاردو، قزاقستان۔

سرگرمی/منصوبہ :

۱۔ انٹرنیٹ یا اپنے اسکول لائبریری سے کتاب حاصل کر کے آغا حشؔر کاشمیری کی ڈراما کمپنی 'دی گریٹ شیکسپیئرین تھیٹر کمپنی' کے تعلق سے معلومات حاصل کیجیے۔

۲۔ اپنے استاد کی مدد سے مختلف ڈراما کمپنیوں کے بارے میں معلومات جمع کر کے اپنی بیاض میں لکھیے۔

اضافی معلومات

شہنشاہ کیکاؤس : شاہ نامۂ فردوسؔی میں ایران کی جو قدیم تاریخ بیان کی گئی ہے، اسے تاریخ سے زیادہ افسانے کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے مطابق کیقباد کیانی خاندان کا پہلا بادشاہ تھا۔ سیستانی پہلوان رستم بن زال کی مدد سے وہ تخت نشیں ہوا اور پندرہ سال حکمرانی کے بعد فوت ہوگیا۔ اس کے چار بیٹے تھے۔ ان میں سے کیکاؤس کو تخت پر بٹھایا گیا۔ اس کا دور بھی دراصل رستم ہی کی کامرانیوں اور فتح مندیوں کا دور تھا۔ کیکاؤس مازندران میں سفید دیو سے لڑنے نکلا اور وہاں گرفتار ہوا۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سفید دیو سے مراد برف ہے۔ وہ کسی مہم پر اُدھر گیا ہو جہاں شدید برف پڑی اور وہ جہاں تھا، وہیں رُک جانے پر مجبور ہوگیا۔ بہرحال رستم کیکاؤس کو بچانے کے لیے نکلا۔ اس نے سات مہموں میں کامیابی حاصل کی اور بادشاہ کو بچا لایا۔